......انسانی حقوق کا نعرہ۔ سامراجی طاقتوں کا نیا ہتھیار ۵۷
......مسلم ملکوں کی شکست و ریخت کے لیے اسرائیل کی حکمت عملی ۵۹
......صدر بشیر سے اختلافات۔ ڈاکٹر حسن ترابی کا موقف ۶۱
......سوڈان کی صورت حال۔ صادق المہدی کا تجزیہ ۶۶
......طویل آمرانہ ادوار۔ مسائل کا بنیادی سبب ۷۰
......صدر بشیر کے وارنٹ گرفتاری پر قومی اور عالمی ردعمل ۷۳
......کیا صدر بشیر سے گرفتاری پیش کر دینے کا مطالبہ معقول ہے؟ ۷۵
......دارفور میں بین الاقوامی مداخلت۔ عالم اسلام کے لیے خطرناک ۷۸
......افریقی یونین، عرب لیگ، او آئی سی، سوڈانی اور عرب عوام وارنٹ کے مخالف ۸۲
......عرب سربراہ کانفرنس نے صدر بشیر کے خلاف الزامات مسترد کر دیے ۸۷
• **خطرات سے نجات پانے اور امکانات کو حقیقت بنانے کی تدابیر** ۸۹
......عوام کے بنیادی اور جمہوری حقوق کی بحالی ۹۱
......عدلیہ کی مکمل آزادی و خودمختاری ۹۱
......میڈیا کی آزادی ۹۲
......شفاف، آزادانہ و منصفانہ انتخابات ۹۲
......دارفور کا مسئلہ۔ کشادہ دلی اور تدبر سے حل کیا جائے ۹۴
......سیاسی مفاہمت کے لیے باہمی رابطے کا مستقل نظام تشکیل دیا جائے ۹۵
......عالمی اسلامی تحریکیں اپنا کردار ادا کریں ۹۶
......مغرب کی میڈیا وار کا مقابلہ مؤثر ابلاغی حکمت عملی سے کیا جائے ۹۷
• **خلاصہ کلام** ۹۹

جنوبی سوڈان تنازعہ کا مستقبل

پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد

براعظم افریقہ کا سب سے بڑا اور تیل، گیس اور معدنی ذخائر سے مالا مال ملک۔سوڈان۔ گزشتہ تین عشروں سے سخت سیاسی بحران کا شکار ہے۔اس پیچیدہ صورتحال کی وجہ حکمرانوں کی تنگ نظری اور مغربی سامراج کی جمہوریت، انسانی حقوق اور ''شریعہ فوبیا'' کے نام پر مداخلت کی شاطر حکمت عملی ہے۔

دارفور اور جوبا کے تنازعے کو مغرب سوڈان پر پابندیوں اور صدر عمر حسن البشیر کے خلاف عالمی مہم کے جواز کے طور پر استعمال کر رہا ہے اور مغربی تجزیہ نگار حسب توقع ایک عرصہ سے سوڈان کو ناکام ریاست قرار دے رہے ہیں۔

2011ء میں ریفرنڈم کرانے کے لئے برسراقتدار جماعت این سی پی (NCP) اور سوڈان پیپلز لبریشن موومنٹ (SPLM) کے درمیان ہونے والا حالیہ معاہدہ خرطوم پر بیرونی دباؤ کی غمازی کرتا ہے جس کے نتیجے میں تیل کی دولت سے مالا مال جنوبی علاقہ خود مختار یا آزاد ہو جائے گا۔امریکہ اور برطانیہ کی شروع سے حکمت عملی یہ رہی ہے کہ جنوبی غیر مسلم آبادی کے بنیادی حقوق کے نام پر سوڈان کو تقسیم کر دیا جائے۔نہ صرف سوڈان بلکہ دنیا کے کسی بھی خطے میں پائے جانے والے توانائی کے ذخائر پر قبضہ کرنے کے لئے امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے مشترکہ حکمت عملی اختیار کی ہوئی ہے۔

انیسویں صدی کے اواخر میں برپا ہونے والی مہدیہ تحریک اگرچہ سیاسی طور پر مختصر عرصہ زندہ رہی تاہم اس کے گہرے اثرات نہ صرف اشرافیہ کی زندگی پر بلکہ اسلامی ریاست کے حوالے سے ایک

عام آدمی کی سوچ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اسلامی نظام سے عام آدمی کی وابستگی اور رغبت اس دور میں نمایاں طور پر غالب رہی۔ اس ضمن میں اخوان المسلمون کے بانی حسن البناء اور دوسری جانب مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی تحریروں نے جدید اسلامی ریاست کے تصور کو واضح خدوخال دینے کے حوالے سے سوڈانی اہل دانش کی بڑی رہنمائی کی ہے۔ دیگر فوجی حکمرانوں کی طرح جعفر نمیری اور عمر بشیر نے بھی اپنے ذاتی اقتدار کیلئے اسلام سے وابستگی کے اس جذبہ کو استعمال کیا۔ اسلام سے سوڈانی عوام کی یہ رغبت پاکستان، ایران بلکہ شرق اوسط کے بعض دیگر ممالک سے چنداں مختلف نہیں جس کی نشاندہی اور گواہی 2006ء کا گلوبل گیلپ سروے بھی دیتا ہے۔

سوڈان میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی غیر معمولی دلچسپی اور انسانی حقوق کے حوالے سے ان کی تشویش کے بظاہر دو اہم اسباب سوڈان میں موجود تیل کے ذخائر، جو کہ ایک اندازے کے مطابق ایران اور سعودی عرب میں پائے جانے والے مجموعی ذخائر کے مساوی یا ان سے بھی زیادہ ہیں ،اور سوڈان میں اسلامی حکومت کے قیام کا خوف ہیں۔

اگر جنوری 2011ء کا ریفرنڈم جنوب کی آزادی کے حق میں جاتا ہے، جس کے لئے امریکہ اور اس کے اتحادی مل کر کام کر رہے ہیں، تو یہ یقیناً سوڈان کے استحکام اور حکومتی عملداری کے لئے نقصان دہ ہوگا۔ لیکن اگر نتیجہ اس کے برعکس نکلتا ہے تو مغربی ذرائع ابلاغ، امریکہ، اتحادی اور حتیٰ کہ اقوام متحدہ بھی اسے شمال کی کارپردازی قرار دیں گے۔ جبکہ اس کے پڑوسی ملک مصر میں ایئر فورس کے ایک افسر کا تیس سالہ اقتدار کبھی بھی مغرب کے لئے انسانی حقوق، شفافیت یا آزاد جمہوریت کے حوالے سے تشویش کا باعث نہیں بنا۔

افریقہ اور دیگر ممالک کے سیاہ فام (non-white) عوام کے بارے میں مغربی پالیسی کے اس دوہرے اخلاقی معیار نے اس کی نسلی اور سامراجی ذہنیت کی قلعی کھول دی ہے اور ثقافتی و مذہبی تکثیریت پر یقین کے دعوے کا کھوکھلا پن ظاہر کر دیا ہے۔ مساجد میں میناروں کی تعمیر کے خلاف سویٹزرلینڈ میں ہوئے حالیہ فیصلے نے سویٹزرلینڈ، جرمنی، فرانس اور نیدرلینڈ جیسے ممالک میں پیدا ہونے

والے اور بسنے والے انسانوں کے مذہبی اور ثقافتی حق کے انکار کی طویل فہرست میں ایک اور چیز کا اضافہ کر دیا ہے۔

جنوب کی آزادی کا ایک اور اہم پہلو اس کی بعد از آزادی زندہ رہنے کی قابلیت ہے۔ یہ کوئی راز کی بات نہیں کہ جنوب تیس سال سے اسلحے کا بازار بنا ہوا ہے، بڑے اور چھوٹے قبائل کی تاریخی مخاصمت صرف اور صرف شمال اور جنوب کے درمیان تنازعے کی وجہ سے سر نہ اٹھا سکی۔ ایک بار جنوب نے آزادی حاصل کر لی تو اس بات کا پورا امکان ہے کہ یہی جنگجو جو مغربی دنیا کی معاونت سے سوڈانی فوج کے خلاف لڑ رہے ہیں ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار اٹھا لیں گے۔ اگر حالات اس رخ پر آگے بڑھے تو مغربی ذرائع ابلاغ اس نئے بحران کا الزام شمال پر لگا دیں گے جو سوڈانی حکومت کے عدم استحکام کا باعث بنے گا۔ اس کے ساتھ ہی جنوب کی بدبختی میں بھی اضافہ ہوگا کیوں کہ اس سے سابقہ یورپی سامراج کو سوڈان کے معاملات میں براہ راست مداخلت کرنے کا ایک بہانہ مل جائے گا۔

سوڈان کے خلاف اینگلو امریکن پالیسی یہ واضح کرتی ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں کسی اسلامی ریاست کے ابھرنے کا امکان ہوا تو مغرب کا تزویراتی اتحاد (strategic alliance) انسانی حقوق اور جمہوریت کے نام پر اسے سبوتاژ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھے گا۔

اس موقع پر مسلم امہ کے لئے اہم سوال یہ ہے کہ کیا مسلم دنیا کو خاموش رہنا چاہیے یا مغرب کی بالا دستی سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے حکمت عملی تیار کرنی چاہیے؟ جہاں تک مسلم دنیا کے عام باشندوں کا تعلق ہے وہ مصر میں ہوں یا سوڈان میں، ترکی میں ہوں یا انڈونیشیا یا پاکستان میں ان کی واضح اکثریت اسلامی نظام کے قیام اور مغربی استعمار اور لادینی جمہوریت کے خلاف اپنی رائے کا اظہار واشگاف الفاظ میں کر چکی ہے، خصوصاً امریکہ کے خلاف اپنی رائے کا اظہار اور عالم اسلام سے امریکی اثرات کے خاتمے کے حوالے سے امت مسلمہ میں مکمل اتفاق رائے پایا جاتا ہے اور وہ مسلمان اہل علم سے یہ جائز امید رکھتی ہے کہ مغربی سامراج سے نجات کے لیے زمینی حقائق پر مبنی حکمت علمی وضع کریں۔ البتہ مغرب زدہ حکمران شاید اپنی بقا کے پیش نظر تا حال مغرب سے کنارہ کشی کرنے کے